شرح کتاب التوحید، باب 4: لا الہ الا اللہ کی گواہی کی طرف دعوت دینا

فضیلۃ الشیخ صالح بن فوزان الفوزان حفظہ اللہ

(سنیئر رکن کبار علماء کمیٹی، سعودی عرب)

ترجمہ: طارق علی بروہی

مصدر: الملخص في شرح كتاب التوحيد

پیشکش: توحیدِ خالص ڈاٹ کام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لا الہ الا اللہ کی گواہی کی طرف دعوت دینا[1]

فرمان الٰہی ہے:

---

[1] **اس باب کی کتاب التوحید سے مناسبت:** جیسا کہ مصنف رحمہ اللہ نے سابقہ ابواب میں توحید، اس کی فضیلت اور اس کی ضد (یعنی شرک) سے ڈرنے کا وجوب ذکر فرمایا، لہذا اس باب میں یہ بات ذکر فرمائی کہ بلاشبہ جو اسے جان لے تو اس کے لائق نہیں کہ وہ اسے محض اپنی ذات تک محدود رکھے بلکہ واجب ہے کہ وہ اللہ تعالی کی طرف حکمت واچھی وعظ ونصیحت کے ساتھ دعوت دے جیسا کہ انبیاء کرام علیہم السلام اور ان کے پیروکاروں کا راستہ رہا ہے۔

الدعاء: یعنی لوگوں کو دعوت دے۔

إلى شهادة أن لا إله إلاّ الله: یعنی اللہ کی توحید، اس پر ایمان اور جو کچھ اس گواہی کے مدلول کے بارے میں اس کے رسول لے کر آئے اس کی طرف۔

﴿قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ ۣ عَلٰي بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ ۭ وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ﴾

(یوسف:108)

(آپ کہہ دیں کہ میرا راستہ تو یہ ہے کہ میں بصیرت وعلم کے ساتھ اللہ تعالی کی طرف دعوت دیتا ہوں، میں بھی اور میرے متبعین بھی۔ اور اللہ تعالی پاک ہے اور میں شرک کرنے والوں میں سے نہیں ہوں)[1]

---

[1] قُلْ: یہاں خطاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے۔

هٰذِهٖ: یعنی وہ دعوت جس کی طرف میں بلاتا ہوں اور وہ طریقہ جس پر میں ہوں۔

سَبِيْلِيْٓ: میرا راستہ اور میری دعوت۔

اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ: اللہ کی توحید کی طرف بلاتا ہوں ناکہ دنیاوی اغراض میں سے کسی غرض کی طرف، نہ اقتدار کی طرف نہ ہی حزبیت کی طرف۔

عَلٰي بَصِيْرَةٍ: بصیرت پر یعنی اس کا علم رکھتا ہوں اور عقلی وشرعی برہان بھی، اور بصیرت وہ معرفت ہوتی ہے کہ جس سے حق وباطل میں تمیز کی جاتی ہے۔

وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ: میرے پیروکار یعنی جو مجھ پر ایمان لائے اور میری تصدیق کی۔ احتمال ہے کہ یہ "اَدْعُوْٓا" میں مرفوع ضمیر پر عطف ہے تو پھر معنی ہوگا: میں اللہ کی طرف بصیرت کے ساتھ دعوت دیتا ہوں اور جو میرے پیروکار ہیں وہ بھی اللہ تعالی کی طرف بصیرت کے ساتھ دعوت دیتے ہیں۔ اور یہ بھی احتمال ہے "اَنَا" کی منفصل ضمیر پر عطف ہو تو پھر معنی ہوگا: میں اور میرے پیروکار بصیرت وتحقیق پر ہیں۔ کیونکہ عطف دونوں معانی کو متضمن ہے، پس آپ کے متبعین ہی اہل بصیرت ہیں، اللہ کی طرف بلانے والے ہیں۔

وَ سُبۡحٰنَ اللّٰہِ: اور میں اللہ تعالی کو پاک قرار دیتاہوں اور اس کی تقدیس بیان کرتاہوں اس بات سے کہ اس کا کوئی شریک ہو اس کے ملک میں یا اس کے سوا کوئی معبود برحق ہو۔

اس آیت کا اجمالی معنی: اللہ تعالی نے اپنے رسول ﷺ کو یہ حکم دیا کہ لوگوں کو اپنے راستے وسنت کے بارے میں بتادیں کہ وہ لا الہ الا اللہ کی گواہی کی طرف دعوت ہے پورے علم، یقین وبرہان کے ساتھ۔ اسی طرح سے جو بھی آپ کی پیروی کرتا ہے وہ بھی اسی طرف پورے علم ویقین وبرہان کے ساتھ دعوت دیتا ہے۔ اور بے شک وہ اور ان کے پیروکار اللہ تعالی کو اس بات سے پاک قرار دیتے ہیں کہ اس کا کوئی شریک ہو اس کے ملک میں اور اس کا کوئی شریک ہو اس کی عبادت میں، اور ان سے برأت کا اظہار کرتے ہیں جو اس کے ساتھ شریک ٹھہرائیں اگرچہ وہ ان کے قریب ترین رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں۔

اس آیت کی اس باب سے مناسبت: بے شک اللہ تعالی نے اس میں رسول اللہ ﷺ اور ان کے پیروکاروں کا راستہ وطریقہ ذکر فرمایاہے، اور وہ ہے لا الہ الا اللہ کی گواہی کی طرف دعوت دینا اس چیز کے پورے علم کے ساتھ جس کی طرف دعوت دی جارہی ہے۔ لہذا اس میں لا الہ الا اللہ کی گواہی کی طرف دعوت دینے کا وجوب ہے جو کہ اس باب کا موضوع ہے۔

اس آیت سے یہ استفادہ ہوتا ہے:

1- لا الہ الا اللہ کی گواہی کی طرف دعوت دینا بلاشبہ رسول اللہ ﷺ اور ان کے پیروکاروں کا طریقہ اور راستہ ہے۔

2- بے شک ایک داعی پر یہ واجب ہے کہ وہ جس چیز کی طرف دعوت دے رہاہے اسے اس کا علم ہو اور جس چیز سے منع کررہا ہے اس کا بھی علم ہو۔

3- دعوت میں اخلاص اپنانے پر تنبیہ اس طرح کہ داعی کا مقصد سوائے اللہ کے چہرے کے اور کچھ نہ ہو، نہ وہ اس کے ذریعے سے مال کمانا چاہتاہو نہ عہدہ نہ لوگوں کی مدح وتعریف، اور نہ ہی کسی حزب یا مذہب کی طرف دعوت دیتاہو۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن روانہ فرمایا تو انہیں ہدایات دیں کہ:

”إِنَّكَ تَأْتِي قَوْمًا مِنْ أَهْلِ كِتَابٍ، فَلْيَكُنْ أَوَّلَ مَا تَدْعُوهُمْ إِلَيْهِ شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، وَفِي رِوَايَةٍ: إِلَى أَنْ يُوَحِّدُوا اللهَ تَعَالَى، فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوكَ لِذَلِكَ فَأَعْلِمْهُمْ أَنَّ اللهَ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ، فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوا لِذَلِكَ، فَأَعْلِمْهُمْ أَنَّ اللهَ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً تُؤْخَذُ مِنْ أَغْنِيَائِهِمْ فَتُرَدُّ عَلَى فُقَرَائِهِمْ، فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوا لِذَلِكَ فَإِيَّاكَ وَكَرَائِمَ أَمْوَالِهِمْ وَاتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُومِ فَإِنَّهُ لَيْسَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ اللهِ حِجَابٌ“[1]

(یقیناً تم اہل کتاب کی ایک قوم کے پاس جارہے ہیں، وہ سب سے پہلی بات جس کی طرف تم انہیں دعوت دو وہ لا الہ الا اللہ کی شہادت (گواہی) ہو، ایک روایت میں ہے کہ: انہیں اللہ تعالی کی وحدانیت کی طرف (دعوت دو)۔ پس اگر وہ تمہاری اس میں اطاعت کریں تو انہیں بتلاؤ کہ اللہ تعالی نے ان پر ہر شب وروز میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔ پس اگر وہ تمہاری اس میں بھی اطاعت کریں تو پھر انہیں بتلاؤ کہ اللہ تعالی نے ان پر صدقہ (زکوۃ) فرض کیا ہے، جو ان کے مالداروں سے وصول کرکے انہی کے فقراء میں لوٹادی جائے گی (تقسیم کردی جائے گی)۔ پس اگر وہ تمہاری اس میں بھی اطاعت کریں تو (جان بوجھ کر) ان کے عمدہ اور نفیس مال لینے سے بچنا اور مظلوم کی بد دعاء سے بچنا، کیونکہ بے شک اس کے اور اللہ تعالی کے درمیان کوئی حجاب نہیں

4- بصیرت فرض ہے کیونکہ یقیناً آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع واجب ہے اور یہ حاصل ہو نہیں سکتی بغیر بصیرت کے، جو کہ علم ویقین کا نام ہے۔

5- توحید کی خوبصورتی کہ یہ اللہ تعالی کی پاکی بیان کرتی ہے۔

6- شرک کی قباحت کہ یہ اللہ تعالی کو گالی دینے کے مترادف ہے۔

7- ایک مسلمان کا مشرکین سے دور رہنے کا وجوب اور وہ کسی چیز میں بھی ان میں سے نہ ہو، محض یہ کافی نہیں کہ وہ خود شرک نہیں کرتا۔

[1] أخرجه البخاري 1458, 1496, 7371, 7372, ومسلم ج 1 برقم: 19-29, 30, 31.

ہوتا)[1]۔ اسے بخاری ومسلم نے روایت کیا۔

---

[1] بَعَثَ مُعَاذاً: انہیں روانہ کیا اور بھیجا۔

إلى اليمنِ: اس معروف ومشہور علاقے کی طرف جو جزیرۂ عرب کے جنوب میں ہے، داعی الی اللہ، گورنر و قاضی بنا کر، اور یہ واقعہ سن 10 ہجری میں ہوا۔

أَهلُ الكتابِ: اس سے مراد یہود و نصاریٰ ہیں کیونکہ یہی یمن میں مشرکین عرب سے اکثریت میں یا اغلب تھے۔

شَهَادَةُ: اس پر رفع ہونا جائز ہے اس طور پر کہ یہ "يَكُنْ" کا اسم مؤخر ہے اور اول اس کی خبر ہے جو کہ مقدم ہے، اور اس کے برعکس بھی جائز ہے۔

وَفي روايةٍ: یعنی صحیح بخاری کی ایک دوسری روایت میں ہے۔

أَطَاعُوكَ لِذَلِكَ: یعنی گواہی دیں اور تمہاری دعوت کو مکمل تسلیم کرلیں اور اس کا انکار کریں جس کی بھی اللہ تعالی کے سوا عبادت کی جاتی ہے۔

افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ: ان پر واجب قرار دیا ہے۔

أَطَاعُوكَ لِذَلِكَ: اس کی فرضیت پر ایمان لاتے ہیں اور اسے قائم کرتے ہیں۔

افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً: ان پر زکوۃ واجب قرار دی ہے۔

إِيَّاكَ: کلمۂ تحذیر۔

وَكَرَائِمَ: تحذیر پر منصوب ہے جو کہ کریمہ کی جمع ہے، جس کا مطلب نفیس و بہترین مال ہے۔

اتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُومِ: اس (مظلوم کی بد دعاء) سے بچ کر رہ اور اپنے اور اس کے مابین عدل کر کے اور ظلم کو چھوڑ کر بچاؤ پیدا کر۔

فَإِنَّهُ: یعنی اس کا حال اور اس کا معاملہ یہ ہے کہ۔۔۔

لَيْسَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ اللهِ حِجَابٌ: یعنی وہ اللہ تعالی سے کسی پردے میں نہیں بلکہ سیدھا اس کی طرف اٹھ کر جاتی ہے اور وہ اسے قبول کرلیتا ہے۔

أخرجاه: یعنی اسے بخاری اور مسلم نے اپنی اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔

اس حدیث کا اجمالی معنی: جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کے علاقے کی طرف داعی الی اللہ اور معلم بنا کر بھیجا تو ان کے لیے وہ لائحہ عمل مقرر فرمایا کہ جس پر وہ اپنی دعوت میں چلیں، پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے یہ وضاحت فرمائی کہ عنقریب انہیں یہود و نصاریٰ میں سے علم وجدل والی قوم کا سامنا ہو گا، تاکہ وہ ان سے مناظرہ کرنے اور ان کے شبہات کا رد کرنے کے لیے مستعد ہو جائیں۔ پھر اپنی دعوت میں اہم ترین کام سے ابتداء کریں، چناچہ لوگوں کو سب سے پہلے اصلاح عقیدہ کی طرف دعوت دیں کیونکہ یہی اساس ہے۔ پھر جب وہ اسے تسلیم کرلیں تو انہیں نماز قائم کرنے کا حکم دینا کیونکہ بلاشبہ یہ توحید کے بعد تمام واجبات میں سے سب سے بڑا واجب ہے۔ پھر جب وہ اسے بھی قائم کرلیں تو ان کے امیروں کو حکم دینا کہ وہ اپنے مالوں کی زکوٰۃ فقراء کو ادا کریں جو ان سے ہمدردی و مواسات کا اور اللہ کی شکر گزاری کا سبب ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بہترین و نفیس مال ہی لینے سے خبر دار فرمایا کیونکہ جو واجب ہے وہ درمیانے قسم کا مال ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں عدل کی اور ظلم کو ترک کرنے کی ترغیب دی، کہ کہیں کوئی مظلوم ان پر بد دعاء نہ کر دے، کیونکہ اس کی دعاء تو قبول ہونے والی ہوتی ہے۔

اس باب سے حدیث کی مناسبت: بے شک سب سے پہلے جس چیز کی طرف دعوت دی جائے وہ لا الہ الا اللہ ہو، اور اس میں یہ بھی ہے کہ اسی کے لیے داعیان کو بھیجا جائے۔

اس حدیث سے جو استفادہ ہوتا ہے:

1-داعیان الی اللہ کو بھیجنے کی مشروعیت۔

2-لا الہ الا اللہ کی گواہی دینا سب سے پہلا واجب ہے اور وہ سب سے پہلی چیز جس کی طرف دعوت دی جائے۔

3-یقیناً لا الہ الا اللہ کا معنی ہے اللہ تعالی کی عبادت میں توحید اور اس کے سوا ہر ایک کی عبادت کو ترک کرنا۔

4-بے شک کسی بھی کافر پر اسلام کا حکم اس وقت تک نہیں لگے گا جب تک وہ شہادتین کی ادائیگی نہ کرے۔

5-یہ ہو سکتا ہے کہ کوئی انسان قاری وعالم ہو لیکن وہ لا الہ الا اللہ کا معنی نہ جانتا ہو، یا پھر اس کا معنی جانتا ہو مگر اس پر عمل نہ کرتا ہو جیسا کہ اہل کتاب کا حال ہے۔

6-ایک عالم سے مخاطبت ایک جاہل کے ساتھ مخاطبت کی سی نہیں، کیونکہ فرمایا: (تم اہل کتاب کی ایک قوم کی طرف جارہے ہو)۔

7-اس بات پر تنبیہ کہ ایک انسان کو اور خصوصاً ایک داعی کو چاہیے کہ وہ اپنے دین کے بارے میں مکمل بصیرت پر ہو، تاکہ وہ شبہات ڈالنے والوں کے شبہات سے بچا رہے، اور یہ طلبِ علم کے ذریعے حاصل ہو سکتی ہے۔

8-بے شک نماز توحید کے بعد تمام واجبات سے بڑھ کر ہے۔

9-اور بے شک زکوۃ نماز کے بعد ارکان اسلام میں سے سب سے زیادہ بڑھ کر ہے۔

10-زکوٰۃ کے مصارف میں سے ایک مصرف کا ذکر اور وہ ہے فقراء، اور اسی ایک پر اقتصار کرنے کا جواز۔

11-کسی کے نفیس وعمدہ مال میں سے بطور زکوٰۃ میں سے لینا جائز نہیں سوائے مالک کی رضا سے۔

انہی میں سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ خیبر کے دن رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”لَأُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ غَدًا رَجُلًا يُحِبُّ اللهَ وَرَسُولَهُ وَيُحِبُّهُ اللهُ وَرَسُولُهُ يَفْتَحُ اللهُ عَلَى يَدَيْهِ، قَالَ: فَبَاتَ النَّاسُ يَدُوكُونَ لَيْلَتَهُمْ أَيُّهُمْ يُعْطَاهَا فَلَمَّا أَصْبَحوا غَدَوْا عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ كُلُّهُمْ يَرْجُو أَنْ يُعْطَاهَا، فَقَالَ: أَيْنَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ؟، فَقِيلَ: هُوَ يَشْتَكِي عَيْنَيْهِ فَأَرْسَلُوا إِلَيْهِ، فَأُتِيَ بِهِ، فَبَصَقَ فِي عَيْنَيْهِ وَدَعَا لَهُ، فَبَرَأَ حَتَّى كَأَنْ لَمْ يَكُنْ بِهِ وَجَعٌ فَأَعْطَاهُ الرَّايَةَ، وَقَالَ[1]: انْفُذْ عَلَى رِسْلِكَ حَتَّى تَنْزِلَ بِسَاحَتِهِمْ ثُمَّ ادْعُهُمْ إِلَى الْإِسْلَامِ وَأَخْبِرْهُمْ بِمَا يَجِبُ عَلَيْهِمْ مِنْ حَقِّ اللهِ فِيهِ، فَوَاللهِ لَأَنْ يَهْدِيَ اللهُ بِكَ رَجُلًا وَاحِدًا خَيْرٌ لَكَ مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ“[2]

(کل میں ضرور ایک ایسے شخص کو پرچم دوں گا جو اللہ تعالی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھتا ہے اور اللہ تعالی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس سے محبت رکھتے ہیں۔ اللہ تعالی اس کے ہاتھوں فتح دے گا۔ چنانچہ لوگوں نے ”يَدُوكُونَ“ یعنی ”يَخُوضُونَ“ چہ ماگوئیوں میں ہی رات گزاری کہ کسے یہ دیا گیا جائے گا۔ جب صبح ہوئی تو سب جلدی جلدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچ گئے۔ ہر ایک کی یہی آرزو تھی کہ پرچم اسے ہی ملے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: علی ابن طالب کہاں ہیں؟ بتایا گیا کہ: انہیں آنکھوں میں درد کی شکایت ہے۔ پس انہیں بلا بھیجا اور وہ انہیں لے کر آئے تو رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آنکھوں میں لعاب مبارک ڈالا اور ان کے لیے دعاء فرمائی۔ چنانچہ وہ ایسے شفاءیاب ہو گئے گویا کہ انہیں کوئی تکلیف تھی ہی نہیں۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں پرچم عطاء فرمایا پھر نصیحت فرمائی: اطمینان سے کوچ کرو یہاں تک کہ ان کی دہلیز پر پہنچ جاؤ۔ پھر (سب سے پہلے) انہیں اسلام قبول کرنے کی دعوت دینا اور اس دین میں اللہ تعالی کے جو حقوق ان پر عائد ہوتے ہیں انہیں بتانا۔ اللہ تعالی کی قسم! اگر اللہ تعالی تمہاری بدولت ایک شخص کو بھی ہدایت دے دے تو وہ تمہارے لیے سرخ اونٹوں (جیسے نفیس و قیمتی

12- ظلم سے خبردار کرنا، اور یہ کہ مظلوم کی بددعاء قبول ہوتی ہے اگرچہ وہ بذات خود گنہگار ہی کیوں نہ ہو۔

[1] مطبوعہ میں: ”فقال“ ہے۔

[2] أخرجه البخاري 3009, ومسلم 2406.

مال) سے کہیں بہتر ہے)[1]۔

---

[1] **سهلُ بنُ سعدٍ:** آپ سہل بن سعد بن مالک بن خالد الانصاری الخزرجی الساعدی مشہور صحابی ہیں، آپ کی وفات سن 88ھ میں ہوئی جبکہ آپ رضی اللہ عنہ کی عمر اس وقت سو سے متجاوز تھی۔

ولهما: یعنی بخاری و مسلم نے اپنی اپنی صحیح میں روایت کیا۔

يومَ خيبرَ: یعنی سن 7ھ میں جس دن خیبر کا محاصرہ کیا گیا تھا۔

الرَّايَةُ: لشکر کا جھنڈا جس کی طرف پیش قدمی یا پسپائی کی حالت میں لوٹا جاتا ہے۔

يَفْتَحُ اللهُ عَلَى يَدَيْهِ: (اللہ تعالی اس کے ہاتھوں فتح دلوائے گا) یہ اگرچہ خبر ہے لیکن بشارت کے طور پر ہے کہ فتح حاصل ہو جائے گی۔

لَيْلَتَهُمْ: ظرفیہ ہونے کے سبب منصوب ہے۔

أَيُّهُمْ: "أي" کے رفع علی البناء کے ساتھ اس کی اضافت اور صدرِ صلۃ کے حذف کی وجہ سے۔

عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ: آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی ہیں اور آپ کی صاحبزادی فاطمہ رضی اللہ عنہا کے شوہر ہیں، چوتھے خلیفہ راشد ہیں، اور اسلام میں اولین سبقت کرنے والے لوگوں میں سے ہیں، اور ان عشرۂ مبشرہ میں سے ہیں جنہیں جنت کی بشارت دی گئی، اللہ تعالی ان سب سے راضی ہو، آپ سن 40ھ میں قتل کر دیے گئے۔

يَشْتَكِي عَيْنَيْهِ: یعنی مٹی پڑ جانے کی وجہ سے ان میں درد تھا۔

فَبَرَأَ: باء کی فتحہ کے ساتھ ضَرَبَ کے وزن پر، اور عَلِمَ کے وزن پر کسرہ کرنا بھی جائز ہے، یعنی کامل عافیت حاصل ہو گئی۔

أَعۡطَاهُ الرَّايَةَ: انہیں (جھنڈا) سونپا اور حوالے کیا۔

انۡفُذۡ: یعنی اپنی سمت میں چلتے جاؤ۔

عَلَى رِسۡلِكَ: یعنی تحمل کے ساتھ چلتے جاؤ عجلت کا مظاہرہ نہ کرو۔

بِسَاحَتِهِمۡ: ان کی سرزمین و میدان میں اور ان کے قلعوں کے قریب (جب پہنچو)۔

إِلَى الۡإِسۡلَامِ: اور اسلام کی تعریف یہ ہے:

”الإستسلام لله بالتوحيد والانقياد له بالطاعة والخلوص من الشرك وأهله“

(اللہ تعالی کے لیے توحید کے ذریعے مکمل سر تسلیم خم کرنا، اور پوری تابعداری کے ساتھ فرمانبرداری و اطاعت کرنا، اور شرک و اہل شرک سے برأت و بیزاری کا اظہار کرنا)۔

وَأَخۡبِرۡهُمۡ ۔۔۔ الخ: یعنی اگر وہ تمہاری اسلام کی طرف دعوت کو قبول کرتے ہیں جو کہ توحید ہے، پھر انہیں اس کے بعد اسلام میں اللہ تعالی کے حقوق میں سے جو واجب ہوتا ہے اس کی خبر دینا جیسے نماز، زکوۃ، روزے اور حج وغیرہ۔

لَأَنۡ يَهۡدِيَ اللهُ: مصدر کی تاویل میں مبتداء ہے جس کی خبر ہے ”خيرٌ“۔

حُمۡرِ النَّعَمِ: یعنی سرخ اونٹ، جو کہ عرب کے یہاں نفیس و قیمتی ترین مال ہوتا تھا۔

اس حدیث کا اجمالی معنی: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو آنے والے کل ایک شخص کے ہاتھوں یہود پر مسلمانوں کی فتح کی خوشخبری سنائی کہ جس شخص کی عظیم فضیلت ہوگی اور وہ اللہ تعالی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا مستحق ہے، لہذا تمام صحابہ اسی کی تاک میں رہے، ہر کوئی چاہتا تھا کہ وہی وہ شخص ہو محض خیر کا حریص ہونے کی وجہ سے۔ پس جب وہ مقررہ جگہ پہنچے

تو نبی رحمت ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ کو طلب فرمایا، لیکن معلوم ہوا کہ وہ یہاں حاضر نہیں کیونکہ ان کی آنکھوں میں مرض وتکلیف ہے۔ پھر جب انہیں لایا گیا تو نبی ﷺ نے ان کی آنکھوں میں اپنا لعاب مبارک ڈالا چناچہ جو تکلیف انہیں لاحق تھی وہ مکمل طور پر زائل ہوگئی اور آپ لشکر کی قیادت کے لیے بلکل صحیح سالم ہوگئے۔ پھر آپ ﷺ نے انہیں اپنی سمت میں تحمل کے ساتھ چلتے جانے کا حکم دیا یہاں تک کہ وہ دشمن کے قلعوں کے قریب پہنچ جائیں پس ان سے اسلام میں داخل ہونے کا مطالبہ کریں، اگر وہ اسے مان لیں تو انہیں بتائیں کہ ایک مسلمان پر کیا فرائض عائد ہوتے ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ کے سامنے دعوت الی اللہ کی فضیلت ذکر فرمائی اور ایک داعی اگر اس کے ہاتھوں کسی ایک شخص کو بھی ہدایت نصیب ہوتی ہے تو وہ اس کے لیے دنیا کے نفیس وقیمتی ترین مال سے کہیں بہتر ہے، پھر اندازہ کریں اس شخص کا کیا حال ہوگا جس کے ہاتھوں اس سے بھی زیادہ لوگ ہدایت یاب ہوں۔

اس حدیث کی اس باب سے مناسبت: اس میں اس اسلام کی جانب دعوت کی مشروعیت کا بیان ہے کہ جو لا الہ الا اللہ کا معنی ہے، اور اس کی جانب دعوت دینے کی فضیلت کا بیان ہے۔

اس حدیث سے یہ استفادہ ہوتا ہے:

1- علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی واضح اور ظاہر فضیلت اور رسول اللہ ﷺ کی جانب سے ان کے لیے گواہی کے وہ اللہ تعالی اور اس کے رسول ﷺ سے موالات ومحبت رکھتے ہیں اور آپ رضی اللہ عنہ کے ظاہر وباطن ایمان کی گواہی۔

2- اس بات کا اثبات کہ اللہ تعالی اپنے اولیاء سے محبت کرتا ہے ایسی جو اس کے لائق شان ہے جیسا کہ اس کی دیگر مقدس صفات کریمہ ہیں۔

3- صحابہ رضی اللہ عنہم کا خیر کی حرص کرنا اور اعمال صالحہ میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کرنا۔

4- قتال کے وقت بھی آداب کو ملحوظ رکھنا اور ایسے بے جا طیش، شور وشغب سے پرہیز کرنا جس کی کوئی حاجت نہیں۔

5-امام اپنے کارکنوں کو بنا کمزوری وعزیمت توڑے رفق ونرمی کا حکم دے۔

6-اسلام کی طرف دعوت دینے کا وجوب خصوصاً کفار کے خلاف قتال کرنے سے پہلے۔

7-بے شک کافروں میں سے جو دعوت قبول کرنے سے انکاری ہو تو اس کے خلاف قتال واجب ہے۔

8-بلاشبہ دعوت بتدریج ہوتی ہے پس کافروں سے سب سے پہلے شہادتین کا زبان سے اقرار کرکے اسلام میں داخل ہونا طلب کیا جائے گا، پھر انہیں اس کے بعد اسلامی فرائض کا حکم دیا جائے گا۔

9-اسلام کی جانب دعوت دینے کی فضیلت اور جو کچھ خیر اس میں داعی اور جسے دعوت دی جارہی ہے کہ لیے موجود ہے کا بیان، کہ جسے دعوت دی جارہی ہے ہوسکتا ہے وہ ہدایت یاب ہوجائے اور داعی کو عظیم ثواب حاصل ہوجائے، اللہ اعلم۔

10-رسول اللہ ﷺ کی نبوت کے دلائل میں سے ایک دلیل اس طور پر کہ آپ ﷺ نے فتح واقع ہونے سے پہلے ہی اس کی بشارت دی، اور آپ ﷺ کے لعاب مبارک سے تکلیف دور ہوگئی۔

11-تقدیر پر ایمان لانا کہ جھنڈا اسے ملا جس نے اس کی کوشش نہ کی، اور انہیں نہ ملا جنہوں نے اس کی خوب کوشش کی۔

12-بے شک محض اسلام کا نام رکھ لینا کافی نہیں بلکہ لازم ہے کہ اس کے واجبات کی معرفت ہو اور انہیں قائم کیا جائے۔

تصدیق نامہ

مندرجہ بالا مواد توحیدِ خالص ڈاٹ کام کی جانب سے نظر ثانی کیا گیا ہے اور ہمارے علم کے مطابق اس میں کتاب و سنت اور فہم سلف صالحین کے مخالف کوئی بات مندرج نہیں۔ آپ اگر ٹائپنگ وغیرہ میں کوئی بھی غلطی محسوس کریں تو ضرور مطلع فرمائیں۔ اسی طرح سے اگر ترجمے میں کسی بھی قسم کی غلطی، تضاد، نقص یا ابہام پائیں، یا پھر اصل عربی متن کے مقتضی کے خلاف کوئی اور معنی و مفہوم بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہو، یا پھر تیار کردہ مواد میں کوئی بھی بات قرآن و سنت اور فہم سلف صالحین کے خلاف ہو تو ضرور ہمیں مطلع فرمائیں

info@tawheedekhaalis.com اور براہ مہربانی غلطی کی نشاندہی مکمل حوالے کے ساتھ کی جائے تاکہ فوری اصلاح ممکن ہو۔

یہ بات بھی ذہن نشین رہنی چاہیے کہ ہم میں سے کوئی آپ کے دینی مسائل کا جواب یا فتویٰ دینے کا مجاز نہیں بلکہ اس سلسلے میں علماء کرام سے براہ راست رابطہ کیا جائے۔ البتہ اگر آپ کے پاس کوئی مفید تجاویز ہوں تو ہم اس پر ضرور غور کریں گے۔